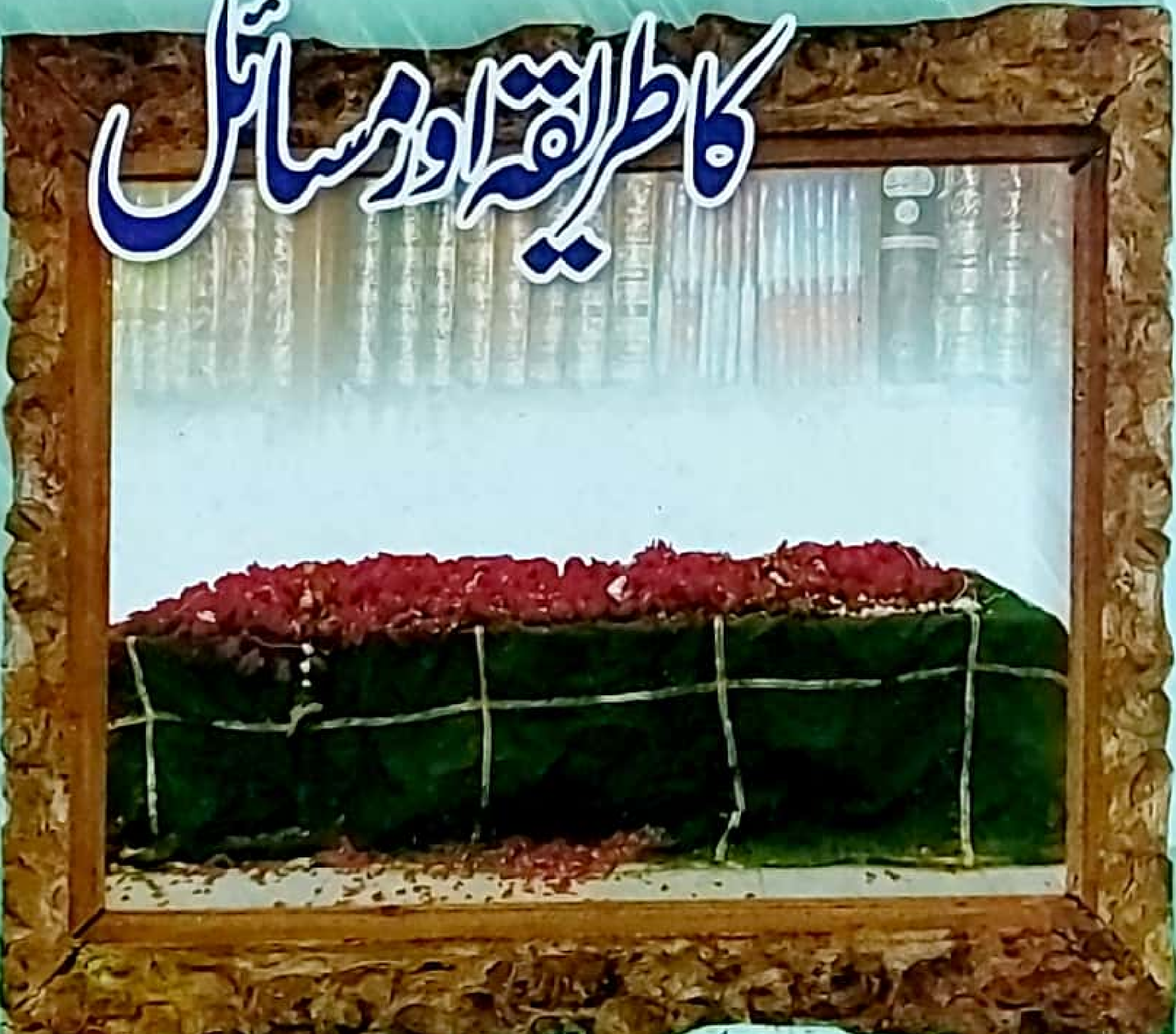
غسلِ میت اور جدید مسائل و نورانی حکایات پر مشتمل ایک مفید تحریر

غسلِ میّت

کا طریقہ اور مسائل



مؤلف

محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری

بصیرپوری

میلاد

غسلِ میت اَور جدید مسائل و نوُرانی حکایات پر مشتمل

ایک مفید تحریر

غُسلِ میّت کا طریقہ اور مسائل

مؤلف محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری بصیر پوری

میلاد پبلیکیشنز دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

میلاد

پبلی کیشنز

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں

My eyes have never seen any as handsome as you

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسن و جمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں

No woman has borne any as perfect as you

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب: غسل میت کے مسائل
موضوعِ کتاب: غسلِ میت کے مسائل
مولف: محمد ریاض رضا ہاشمی
سنِ اشاعت: 2004
صفحات: 48
ہدیہ: 30 روپے
ناشر: میلاد پبلی کیشنز
دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

موبائل: 0333-4503530 فون: 042-7220939 محمد امجد علی عطاری

ملنے کے پتے

(1) مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
(2) ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔
(3) زاویہ پبلی کیشنز لاہور
(4) مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی
(5) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
(6) مکتبہ قطب مدینہ میانوالی
(7) شبیر برادرز اردو بازار لاہور
(8) مکتبہ فیضان مدینہ لالہ موسیٰ
(9) مکتبۃ المدینہ ملتان
(10) احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انتساب	6
2	عرض، مصنف	7
3	یااللہ یارحمٰن	8
4	باب اوّل دعوت فکر	
5	غسلِ میت کا ثواب	10
6	غسال کے اوصاف	10
7	غسال پہلے اپنی تیاری کرے	10
8	غسلِ میت سے پہلے کے کام	11
9	پانی میں کافور اور بیری کے پتے ملانا سنت ہے	11
10	بیری کے پتوں کا مسئلہ	12
11	خوشبو کا مسئلہ	12
12	تختے کو دھونی دینے کا طریقہ	12
13	میت کو تختے پر لٹانے کا طریقہ	12
14	میت کے کپڑے اتارنے کا مسئلہ	13
15	مردے کا ستر چھپانا فرض ہے	13
16	میرے نبی ﷺ پاک ہیں	14
17	غسل میت کے طریقہ	14

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب: غسل میت کے مسائل

موضوع کتاب: غسل میت کے مسائل

مولف: محمد ریاض رضا ہاشمی

سن اشاعت: 2004

صفحات: 48

ہدیہ: 30 روپے

ناشر: میلاد پبلی کیشنز

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

موبائل: 0333-4503530 فون: 042-7220939 محمد امجد علی عطاری

ملنے کے پتے

(1) مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

(2) ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

(3) زاویہ پبلی کیشنز لاہور

(4) مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی

(5) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

(6) مکتبہ قطب مدینہ میانوالی

(7) شبیر برادرز اردو بازار لاہور

(8) مکتبہ فیضان مدینہ لالہ موسیٰ

(9) مکتبۃ المدینہ ملتان

(10) احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

میلاد پبلیکیشنز دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انتساب	6
2	عرض، مصنف	7
3	یااللہ یارحمٰن	8
4	باب اوّل دعوت فکر	
5	غسلِ میت کا ثواب	10
6	غسال کے اوصاف	10
7	غسال پہلے اپنی تیاری کرے	10
8	غسلِ میت سے پہلے کے کام	11
9	پانی میں کافور اور بیری کے پتے ملانا سنت ہے	11
10	بیری کے پتوں کا مسئلہ	12
11	خوشبو کا مسئلہ	12
12	تختے کو دھونی دینے کا طریقہ	12
13	میت کو تختے پر لٹانے کا طریقہ	12
14	میت کے کپڑے اتارنے کا مسئلہ	13
15	مردے کا ستر چھپانا فرض ہے	13
16	میرے نبی ﷺ پاک ہیں	14
17	غسل میت کے طریقہ	14

	باب دوم غسل میت کے مسائل	
18	عورت ایسی جگہ فوت ہوئی جہاں کوئی عورت نہ ہو تو؟	16
19	غسل کی وصیت کرنا کیسا؟	16
20	کیا خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟	16
21	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟	17
22	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تخصیص	17
23	کیا عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟	17
24	کیا طلاق کے بعد عورت غسل دے سکتی ہے؟	17
25	اگر جسم کا کچھ حصہ ملے تو کیا کریں؟	18
26	دوران غسل اگر کچھ حصہ خشک رہ جائے تو کیا کریں؟	18
27	غسل میت کے لیے پانی نہ ہو تو کیا کریں؟	18
28	سفر میں عورتیں یا غیر مسلم مرد ہو تو غسل کون دے؟	18
29	سب سے پہلے غسل کس کو دیا گیا؟	19
30	اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی لاش ملے تو کیا کریں؟	19
31	اگر کفار اور مسلمانوں کی لاشیں مل جائیں تو؟	19
32	جو میت کو غسل دے کیا وہ خود بھی غسل کرے؟	19
33	کیا غسال کو غسل کرنا واجب ہے؟	20
34	کیا بارش سے غسل میت ہو جاتا ہے؟	20
35	میت کے بال مونڈنا کیسا	21
36	نامرد کو کون غسل دے؟	21
37	کیا کمسن بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے؟	21

38	کمسن بچے کی عمر کتنی ہونی چاہیے؟	21
39	کیا کافر کو بھی غسل و کفن دیں گے؟	22
40	کیا مرنے کے بعد مرد بیوی کو چھو سکتا ہے؟	22
41	اگر مردے کے جسم پر کوئی چیز چپک جائے تو کیا کریں؟	22
42	کیا بوسیدہ میت کو غسل دیا جائے گا؟	23
43	اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو کیا غسل دیں گے؟	23
44	اگر کسی کو غلطی سے بغیر غسل دفن کر دیا تو؟	23
45	کیا غسل میت کے وقت خوشبو لگانا جائز ہے؟	24
46	میت کو تیمم کس صورت میں کرائیں گے؟	24
47	کیا مردہ غسل دینے والے کو دیکھتا ہے؟	24
48	جس برتن سے میت کو غسل دیا کیا اس کا استعمال جائز ہے؟	25
49	مردہ کے ہاتھ کس طرح رکھیں؟	25
50	باب سوم حکایات غسل	
51	سرکار دو عالم ﷺ کا غسل پاک	28
52	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا غسل	29
53	حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا غسل	38
54	حضرت ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ کا غسل	41
55	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا غسل	41
56	حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا غسل	42
57	عبد الغفار عطاری رحمۃ اللہ علیہ کا غسل	43
58	ماخذ و مراجع	47

انتساب

میں اپنی اس کتاب بنام "غسل میت کا طریقہ اور مسائل" کو حصولِ برکت ،نزولِ رحمت کے لئے اپنے پیرو مرشد امیر اہلسنت پیکر علم وحکمت، رہبر شریعت، پیر طریقت، پاسبانِ مسلکِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، باعث خیر وبرکت، حامی سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی

ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور آپ کے مریدین بالخصوص مدنی قافلوں میں سفر کرنے والے خوش نصیب مسافروں کے نام منسوب کرتا ہوں۔

اللہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے قبول فرما کر اسے میرے اور میرے والدین کے لئے راہِ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سگِ عطار محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری

عرضِ مصنف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑی دیر سے یہ دل کی تمنا تھی کہ کوئی غسلِ میت کے بارے میں مختصر مگر مفصل کتاب لکھوں، مگر وقت کے اختصار کی وجہ سے تاخیر ہوتی چلی گئی۔ مگر الحمدللہ! اللہ عزوجل کے فضل واحسان بطفیلِ رحمت عالمیان ﷺ اور مرشد کامل کی وجہ سے اس بارے میں کچھ لکھنے کی توفیق ملی، ورنہ انسان کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

یہ لکھنے کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ جب مجھے دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی سعادت ملی تو وہاں غسلِ میت کا طریقہ بھی سکھایا گیا، جس کو مفصل طور پر نئے اسلامی بھائی نہ سمجھ سکے اور وہ بار بار کہتے رہے کہ اگر یہ لکھا تو ہم آسانی سے یاد کر لیں گے۔ مگر ہمارے پاس ایسا کتابچہ یا کتاب نہ تھی، تو میں نے وہیں پر یہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں اس بارے میں ضرور لکھوں گا۔ الحمدللہ! اب اللہ کے فضل واحسان سے یہ کتاب لکھی گئی ہے، اللہ قبول فرمائے۔

ویسے تو یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے مفید ہے لیکن بالخصوص یہ دعوتِ اسلامی والے اسلامی بھائیوں کے لئے بہت مفید ہے۔ کیونکہ اس میں نئے نئے مبلغین کے لئے آسانی ہے۔ اللہ اس حقیری کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لئے اور میرے والدین کے لئے راہِ نجات بنائے اور مسلمانوں کو اس سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سگِ عطار محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری

یا اللہ یا رحمٰن

تو ہی مالک و بحر و بر ہے یا اللہ یا رحمٰن
تو ہی خالق جن و بشر ہے یا اللہ یا رحمٰن

تو ابدی ہے تو ازلی ہے تیرا نام علیم و علی ہے
ذات تیری سب سے برتر ہے یا اللہ یا رحمٰن

تیرا چرچا گلی گلی ہے ڈالی ڈالی کلی کلی ہے
واصف ہر اک گل و ثمر ہے یا اللہ یا رحمٰن

واصف بیان کرتے ہیں سارے سنگ و شجر چاند ستارے
تسبیح ہر اک خشک و تر ہے یا اللہ یا رحمٰن

رات نے جب سر اپنا چھپایا چڑیوں نے یہ ذکر سنایا
نغمہ بار نسیم سحر ہے یا اللہ یا رحمٰن

دنیا جب پانی کو ترسے رم جھم رم جھم برکھا برسے
ہر اک پر رحمت کی نظر ہے یا اللہ یا رحمٰن

بخش سگِ عطار کو مولیٰ واسطہ تجھ کو اُس پیارے کا
جو کہ نبیوں کا سرور ہے یا اللہ یا رحمٰن

از قلم امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری

دعوتِ فکر

الحمد للہ رب العالمین o والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کل میڈیا جیسے جیسے ترقی کرتا جا رہا ہے۔ویسے ویسے لوگوں میں دینی شعور ختم ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔آج کل کے مسلمان سے بیالوجی کے بارے میں سوال کرو تو فوراً جواب۔کیمسٹری کے بارے میں سوال کرو تو فوراً جواب لیں۔

افسوس کی بات ہے کہ سائنس کے بارے میں تو ہر ایک ماہر نظر آتا ہے مگر دین کے بارے میں بالکل صفر، آج کل کے نوجوان سے سوال کیا جائے کہ بھائی آپ کیا بننا چاہتے ہیں تو جواب ملتا ہے ڈاکٹر، کوئی کہتا ہے انجینئر، کوئی کہتا ہے پائلٹ، ہزار میں سے کوئی ایک ہی ہوگا جسے یہ شوق ہو کہ وہ حافظ قرآن بنے گا یا دین کا عالم بنے گا۔

آہ! اس دنیا کے متوالے ڈاکٹر بننے والے نوجوان سے سوال کیا جائے کہ وضو کے مسائل کیا ہیں؟ غسل کے فرائض کتنے ہیں؟ چھ کلمے کس کو آتے ہیں؟ قرآن پاک کس کس کو پڑھنا آتا ہے؟ تو فر فر انگلش بولنے والوں کی گردنیں مارے شرم کے خم ہو جاتی ہیں۔

یہ بیچارہ بھی کیا کرے اِن کے والدین کی بھی تو یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا بیٹا پڑھ لکھ کر آفیسر بنے، جب دنیا کے متوالے والدین کو موت آ سنبھالتی ہے تو بیٹے کو نماز جنازہ بھی پڑھنا نہیں آتی، باپ کو غسل دینا تو درکنار خود غسل کرنا بھی نہیں آتا۔آؤ آؤ اے دنیا کے متوالو آؤ! دعوت اسلامی کے مدنی ماحول کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ اور اپنی قبر و آخرت کو روشن کرنے والے بن جاؤ۔

الحمد للہ عزوجل وضو، نماز، غسل کے مسائل سیکھنے کے لئے اور دوسروں کو سکھانے کے لئے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع جو کہ آپ کے شہر میں ہر جمعرات کو ہوتا ہے اس میں ضرور شرکت فرمایا کریں اس کی برکتوں سے آپ نہ صرف یہ مسائل سیکھنے والے بلکہ دوسروں کو سکھانے والے بن جائیں گے۔تو ابھی انشاء اللہ عزوجل میت کو غسل دینے کا طریقہ بیان

ہوگا آپ توجہ کے ساتھ پڑھیئے انشاء اللہ عزوجل معلومات کا خزانہ ہاتھ آئے گا۔

غسل میت کا ثواب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مسلمان میت کو غسل دینا بے حد ثواب کا موجب ہے بلکہ سرکار مدینہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تو میت کو غسل دینے والا گناہوں سے ایسے پاکیزہ ہوجاتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ غرض یہ کہ خلوص دل کے ساتھ مردے کو نہلانے، کفن دینے کا اہتمام کریں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میت کو غسل و کفن دیا اور کاندھا دیا اور اس کی نماز پڑھی اور اس کے عیوب ظاہر نہ کئے تو وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہوجاتا ہے جیسے پیدائش کے دن تھا"

(ابن ماجہ، ج 1، ص 419)

غسال کے اوصاف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیث پاک کو پڑھنے کے بعد تو ہر ایک کا دل چاہے گا کہ وہ میت کو غسل دیں لیکن میت کو غسل دینا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ غسال کے لئے بھی کچھ اوصاف ہیں مثلاً وہ نیک ہو، متقی اور ایماندار ہو، اور اُسے سنت کے مطابق غسل میت کا طریقہ بھی آتا ہو، نیز کم گو سنجیدہ باوقار ہو۔ اس کے بارے میں حدیث پاک میں بھی حکم ہے۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"میت کو ایماندار اشخاص غسل دیں۔"

غسال پہلے اپنی تیاری کرے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب جس شخص نے بھی میت کو غسل دینا ہے، وہ پہلے اپنی تیاری کرے مثلاً صاف ستھرا لباس زیب تن کرے، اگر ہوسکے تو خوشبو لگائے، اگر عمامہ شریف پہننا ہے تو صاف ستھرا عمامہ شریف پہن کے باوضو ہو کر میت کو غسل دے، کیونکہ عین ممکن ہے کہ آپ جس کو غسل دینے جارہے ہیں، وہ اللہ عزوجل کا ولی ہو یعنی ایمان سلامت لے کر دنیا سے جارہا ہو، تو اب اُس خوش نصیب کے پاس فرشتوں کا نزول ہوا اور ہم اب اگر بدبودار کپڑے پہن کے یا

بے وضو اس کو ہاتھ لگائیں یا اُس کے قریب جائیں گے تو اُسے اور فرشتوں کو تکالیف پہنچے گی۔

غسل میت سے پہلے کے کام:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی تیاری کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں کہ صاف ستھرے برتن میں تازہ پانی بھر لیں اور افضل تو یہ ہے کہ نیم گرم پانی سے غسل دیا جائے، اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ میت کے جسم سے میل کچیل آسانی سے اتر جاتا ہے اور سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں نیم گرم پانی سے غسل میت ہوتا تھا۔

حضرت سیدہ ام قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

"میرا بیٹا فوت ہوگیا اور میں اس پر رونے پیٹنے لگی، تو میں نے غسل دینے والے شخص سے کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو اور اسے نہ مارو" یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کا قول آپ ﷺ سے بیان کیا۔ تو سرکار مدینہ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ام قیس رضی اللہ عنہا کی عمر طویل ہو انھوں نے کیا ارشاد فرمایا" (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ) پھر ہمیں معلوم نہیں کہ کسی عورت کی عمر اتنی زیادہ ہوئی ہو جتنی کہ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کی ہوئی اور یہ حضور سراپا نور ﷺ کے دعا دینے کی برکت سے تھا"۔

(سنن نسائی ج 1 ص 584)

پانی میں کافور اور بیری کے پتے ملانا سنت ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب پانی تیار ہوجائے تو اُس میں کافور اور بیری کے پتے ملانا سنت مبارکہ ہے

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

"نبی اکرم ﷺ کی ایک صاحبزادی رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ انھیں تین، پانچ یا سات دفعہ یا اس سے زیادہ بار غسل دو اگر تمہیں ضرورت محسوس ہو پانی اور بیری سے غسل دو اور آخر میں تھوڑا سا کافور ملا دو یا اس قسم کی کوئی چیز شامل کرو"۔

(سنن نسائی ج 1 ص 584)

بیری کے پتوں کا مسئلہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جیسا کہ ابھی مذکورہ بالا حدیث میں غسل میت والے پانی میں بیری کے پتے ڈالنے کا ذکر ہوا، تو اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ بیری ہی کے پتے کیوں؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ یہ سلسلہ پہلے ہی سے چلتا آ رہا ہے۔ کیونکہ اُس وقت موجودہ دور کی طرح صابن وغیرہ نہیں ہوا کرتے تھے، لوگ مٹی وغیرہ سے غسلِ میت میں مدد لیتے تھے اور ایک حکمت یہ سامنے آتی ہے کہ جب بیری کے پتے ڈال کر پانی کو گرم کیا جاتا ہے تو اُس کے اندر ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ میت کے بدن سے میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔

خوشبو کا مسئلہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غسلِ میت کے پانی میں کافور ملانا سنت مبارکہ ہے اور اگر میت کو خوشبو لگانا ہو تو صرف مشک کی خوشبو لگائیں کیونکہ حدیث پاک میں بھی اسی کا ذکر ہے۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"نبی اکرم، نورِ مجسم ﷺ سے مشک کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ (یعنی مشک) تمہاری خوشبوؤں میں سے سب سے زیادہ خوشبودار ہے"۔

(جامع ترمذی ج 1، ص 512)

نیز ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"بہترین خوشبو مشک کی ہے"۔ (سنن ابو داؤد ج 2، ص 534)

تختے کو دھونی دینے کا طریقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب یہ تمام کام ہو چکیں تو پھر غسلِ میت والا تختہ لایا جائے اور اسے کسی مناسب جگہ پر بچھا دیں اور صاف کرنے کے بعد اگربتی یا لوبان وغیرہ سے اُس کے اردگرد تین، پانچ یا سات مرتبہ گھمائیں یعنی اتنی مرتبہ اس کے گرد دھونی دیں۔

میت کو تختے پر لٹانے کا طریقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب تختے کو دھونی وغیرہ دے چکیں تو میت کو اس طرح آرام سے

اُٹھا کر لائیں کہ اُسے ذرا سا بھی درد کا اندیشہ نہ ہو، کیونکہ موت کی تکالیف سے وہ بیچارا پہلے ہی چور چور ہو چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے نرمی کے ساتھ اٹھا کر لائیں اور اس طرح تختے پر رکھیں جس طرح مردے کو قبر میں رکھتے ہیں۔ نیز میت کی بائیں جانب تختے کی طرف ہو اور دائیں جانب اوپر کی طرف ہو تاکہ غسل کی ابتدا دائیں جانب سے ہو سکے۔

میت کے کپڑے اُتارنے کا مسئلہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب میت کو تختے پر لٹا چکیں تو غسل دینے سے پہلے اُس کے کپڑے اُتاریں، آج کل کم علمی کی وجہ سے لوگ مردے کے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں، یا اُتارے ہوئے کپڑے اپنے استعمال میں نہیں لاتے، ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اگر وہ کپڑے آسانی سے اُتر سکتے ہوں تو اُن کو پھاڑ کر ضائع کرنا اسراف ہے اور اسراف گناہ ہے۔

مردے کا ستر چھپانا فرض ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب مردے کے کپڑے وغیرہ اتاریں تو اُس کے ستر کا خاص خیال رکھیں یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت کپڑے سے چھپا دیں۔

حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ

"آج کل غسل کے دوران سفید کپڑا اوڑھاتے ہیں اس طرح پانی لگنے سے بے پردگی ہوتی ہے"۔ (یعنی جب سفید کپڑے پر پانی ڈالا جاتا ہے تو وہ جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ لہٰذا آپ فرماتے ہیں کہ) کتھئی یعنی گہرے رنگ کا اتنا موٹا کپڑا ہو کہ پانی پڑنے سے ستر نہ چمکے، اگر اتنا موٹا کپڑا نہ ہو تو ضرورۃً ایک کپڑے کی دو تہیں کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔" (مدنی وصیت نامہ ص 13)

سرکارِ مدینہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا

"تم کسی زندہ یا مردہ کی ران کو نہ دیکھو"۔ (موت کا منظر مع احوالِ حشر و نشر ص 123)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس کی وجہ یہ ہے کہ موت سے انسان کا ستر کھولنا جائز نہیں ہو جاتا بلکہ وہ زندہ ہی کی طرح رہتا ہے، غسل دیتے وقت کپڑوں کو اتارنا اس لئے ہوتا ہے کہ اچھے طریقہ سے اس انسان کو صاف ستھرا کیا جا سکے، کیونکہ غسل سے اصل مقصد ہی پاک اور صاف ستھرا کرنا

ہے یہ مقصد کپڑوں کے ہوتے ہوئے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

نبی کریم ﷺ کو کپڑوں میں غسل دینا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کو جب غسل دینے کا وقت آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کو کپڑوں میں غسل دیا جائے یا جس طرح اپنے مردوں کو کپڑے اتار کر غسل دیتے ہیں ایسے ہی آپ ﷺ کے بھی کپڑے اُتار کر آپ ﷺ کو غسل دیا جائے، سب اسی سوچ میں تھے کہ انہوں نے گھر کے ایک کونہ سے غیبی آواز سنی کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں ہی میں غسل دو۔

(موت کا منظر مع احوال حشر و نشر ص 123)

میرے نبی ﷺ پاک ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پھر سرکار مدینہ ﷺ کو حالت لباس میں ہی غسل دیا گیا، یہ خیال رہے کہ نبی کریم ﷺ کو صرف اِس لئے غسل دیا گیا کہ امت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ محبوب کریم ﷺ کی سنت کا ثواب بھی حاصل ہو، نہ کہ اس لئے تھا کہ آپ ﷺ کو پاک کیا جائے۔ بلکہ میرے من موہنے آقا ﷺ تو زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ بلکہ اللہ عزوجل کو تو اتنا بھی گوارا نہیں کہ اُس کے پیارے محبوب ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی ہی بیٹھ جائے بلکہ اللہ عزوجل نے تو اپنے پیارے محبوب ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ بھی نہ بنایا کہ کہیں لوگوں کے پاؤں میں نہ آئے۔

غسل میت کا طریقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بہر حال بات ہو رہی تھی غسل میت کی تو جب میت کو تختے پر لٹایا جائے پھر اُس کے کپڑے اتار لیے جائیں تو پھر جس شخص نے غسل دینا ہو وہ اپنے ہاتھوں پر کپڑا چڑھائے کیونکہ جس طرح انسان کے بعض جسم کو دیکھنا منع ہے اسی طرح اس حصہ کو ننگے ہاتھوں سے چھونا بھی منع ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک میت کو پہلے استنجاء کرایا جائے۔ اس کی صورت بھی یہی ہے کہ استنجا کرانے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا چڑھا کر اس کے مقام استنجا کو دھوئے۔ خیال رہے کہ کپڑے اتارنے یا غسل دینے کے وقت مرد کو مرد کا بقیہ جسم دیکھنا جائز ہے۔

بہر حال غسل دیتے وقت سب سے پہلے میت کو نماز جیسا وضو کرایا جائے، البتہ اس میں کلی کرانا یا ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے کیونکہ میت کی طاقت میں نہیں کہ وہ کلی وغیرہ کا پانی باہر نکال سکے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کوئی کپڑا وغیرہ تر کر کے اس کے دانتوں اور ہونٹوں کے اندرونی حصہ پر ملا جائے، اور اسی طرح سے پانی سے تر کیا ہوا کپڑا ناک کے سوراخوں میں بھی مل دیا جائے۔

اس بات کا بھی خاص خیال رہے کہ وضو غسل میت کو کرایا جائے گا، خواہ وہ پاکیزگی کی حالت میں فوت ہو یا جنابت کی حالت میں، اسی طرح خواہ عقلمند تھا یا مجنون، کیونکہ جس طرح میت کو پاکیزہ کرنے کے لئے غسل دیا جاتا ہے، اسی طرح میت کو غسل دینے اور کفن، دفن کے انتظام کرنے میں میت کا زندہ پر حق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر فوت ہو جاتا ہے تو پھر بھی اسے غسل دیا جاتا ہے اس لئے کہ زندہ لوگ اپنا حق ادا کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وضو کرانے اور سر پر پانی بہانے کے بعد دائیں جانب پانی ڈالا جائے، اس طرح کہ وہ بائیں جانب نیچے تک پہنچ جائے، پھر دائیں جانب کو نیچے کر دیا جائے اور بائیں جانب پر اس طرح پانی بہائیں کہ نیچے حصہ تک پہنچ جائے، دائیں یا بائیں سے مراد سر سے لے کر پاؤں تک کا تمام حصہ ہے۔

دونوں جانبوں کو دھونے کے بعد میت کو سہارا دے کر سیدھا کیا جائے جیسے کسی کو بٹھایا جاتا ہے پھر میت کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملا جائے اگر کوئی چیز خارج ہو تو اسے دھو دیا جائے، وضو یا غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں، اسی طرح اگر کفن دینے کے بعد کوئی چیز خارج ہو تو اسے دھونے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ میت کو وضو اس لئے نہیں دیا جاتا کہ وہ بے وضو ہے بلکہ اِس کو نجاست سے پاک کرنے کے لئے غسل دیا جاتا ہے۔ لہٰذا میت کے وضو کو زندہ کی طرح نہ سمجھا جائے، عام طور پر میت کے ناک کان وغیرہ سے خون نکل آئے تو کہا جاتا ہے کہ میت کا وضو قائم نہیں رہا، یہ بالکل غلط ہے۔ میت کو ایک مرتبہ وضو اور غسل دینا کافی ہے۔ اگر ناک یا کان وغیرہ سے خون نکل آئے تو صاف کر دینا کافی ہے۔

جب غسل دے چکیں تو میت کے جسم کو کسی رومال وغیرہ سے صاف کریں تا کہ کفن پانی سے تر نہ ہو، پھر میت کے سجدہ والے اعضاء پر خوشبو لگائی جائے یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں، دونوں پاؤں پر خوشبو لگائی جائے۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر ص 125)

باب دوم

غسل میت کے مسائل

عورت ایسی جگہ فوت ہوئی جہاں کوئی عورت نہ ہو تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر عورت ایسی جگہ فوت ہو جائے جہاں پر غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو تو ایسی جگہ پر دیکھا جائے کہ اگر کوئی محرم مرد ہے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اس عورت کو تیمم کرا دے اور اگر اجنبی آدمی ہے تو وہ اپنے ہاتھوں پر کپڑا چڑھائے اور تیمم کرا دے مگر کلائیوں پر مسح کرتے وقت اپنی آنکھوں کو بند کر لے یہی صورت ہوگی اگر مرد فوت ہو جائے تو۔

(موت کا منظر مع احوال حشر ونشر ص 125)

غسل کی وصیت کرنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی نیک و ایماندار شخص کے بارے میں یہ وصیت کرنا کہ یہ اس طرح میری تجہیز و تکفین کرے تو یہ جائز ہے۔

حضرت سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے بیر غرس (یہ ایک طرح کا پودا ہے) کے سات مشک پانی سے غسل دیا جائے۔"

(ابن ماجہ ج 1 ص 421)

کیا خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟

خاوند اپنی زوجہ کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ ہی اسے چھو سکتا ہے، کیونکہ زوجہ کی وفات سے خاوند کے حقوقِ زوجیت ختم ہو جاتے ہیں، اور وہ اجنبی کی حیثیت سے ہوتا ہے، جو حکم عام اجنبی مرد کا ہوگا وہی خاوند کا ہوگا۔

(موت کا منظر مع احوال حشر ونشر ص 125)

حضرت فاطمہ ؓ کو غسل کس نے دیا؟

اور رہا حضرت سیدنا علی ؓ والا مسئلہ کہ انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرہ ؓ کو کیوں غسل دیا تو اس کی صحیح روایت یہ ہے کہ آپ ؓ کو غسل اُم ایمن ؓ نے دیا تھا۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی پرورش کی بھی سعادت حاصل کی تھی اور مدینے والے آقا ﷺ بھی ان کا ادب واحترام فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا علی ؓ نے صرف غسل و کفن اور دفن کے انتظامات کئے تھے، اس لئے یہ آپ ؓ کی طرف منسوب ہو گیا۔ جیسے کسی بادشاہ کے متعلق کہا جائے کہ یہ محل اس نے بنایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے حکم دیا ہے۔ تعمیر تو راج حضرات نے کیا ہے۔ ایسے آپ ؓ نے حکم دیا اور غسل حضرت اُم ایمن ؓ نے دیا۔

حضرت علی ؓ کی تخصیص:

اگر غسل دینے والی روایت ثابت ہو بھی جائے تو یہ حضرت سیدنا علی ؓ کی تخصیص ہے۔ کیونکہ اس روایت کے مطابق ہی جب حضرت ابن مسعود ؓ نے حضرت علی ؓ پر اعتراض کیا کہ آپ ؓ نے غسل کیوں دیا؟

تو آپ ؓ نے جواب ارشاد فرمایا "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ ؓ تمہاری زوجہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی" یعنی حضرت سیدہ فاطمہ ؓ کی وفات کے باوجود بھی حضرت علی ؓ کا نکاح ختم نہیں ہوا تھا بلکہ آپ کا نکاح باقی تھا۔

(موت کا منظر ص 137 بحوالہ شامی)

کیا عورت خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اگر کوئی وہاں پر غسل دینے والا مرد نہ ہو تو عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔ کیونکہ خاوند کے فوت ہو جانے کے بعد زوجہ چار مہینے دس دن تک حکم نکاح میں ہوتی ہے۔"

(موت کا منظر ص 137 بحوالہ شامی)

کیا طلاق کے بعد عورت غسل دے سکتی ہے؟

اگر خاوند نے زوجہ کو طلاق بائن دے دی یا تین طلاقیں دیں اس کے بعد خاوند فوت ہو گیا

تو اب اسے غسل نہیں دے سکتی۔ اس لئے کہ اسے تین طلاقوں یا طلاقِ بائن سے مکمل جدا کر دیا گیا تھا اب وفات کے بعد احکام نکاح جاری نہیں ہوں گے۔ (موت کا منظر ص 137، بحوالہ شامی)

اگر جسم کا کچھ حصہ ملے تو کیا کریں؟

اگر کسی کے جسم کا نصف حصہ بمع سر کے مل جائے تو غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھائی جائے گی، اگر نصف سے کم حصہ بمع سر حاصل ہوا یا بغیر سر کے جسم حاصل ہوا تو غسل اور جنازہ نہیں ہوگا۔ (موت کا منظر ص 137، بحوالہ شامی)

دورانِ غسل اگر کچھ حصہ خشک رہ جائے تو کیا کریں؟

اگر کسی میت کا کوئی حصہ دورانِ غسل بے خبری سے خشک رہ جائے اور کفن دینے کے بعد یاد آجائے تو کفن کھول کر اس حصے پر پانی بہا دینا چاہئے، کیونکہ ایک مرتبہ تمام جسم پر پانی بہانا فرض اور تین مرتبہ سنت ہے۔ (موت کا مزہ ص 186، مدنی وصیت نامہ ص 14)

غسل میت کے لئے پانی میسر نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر ایسی جگہ انتقال ہوا ہو کہ وہاں پانی نہ ملتا ہو تو میت کو تیمم کروائیں پھر نماز جنازہ پڑھیں اور اگر نماز جنازہ کے بعد پانی مل جائے جبکہ مردے کو دفن نہ کیا ہو تو اسے نہلا کر اس کی دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں۔ (موت کا مزہ ص 182، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

سفر میں غیر مسلم عورتیں یا غیر مسلم مرد ہو تو غسل کون دے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی مسلمان کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ صرف عورتیں ہی ہیں اور ان کے ساتھ مرد تھے لیکن کافر تھے تو پھر عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے اور اگر کافر مرد بھی نہ ہو تو پھر دیکھیں اگر کوئی چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اسے غسل دینا سکھا دیں۔

یونہی اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اس کافرہ عورت کو غسل کی تعلیم کرے۔ اور اس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (موت کا مزہ ص 182، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

سب سے پہلے غسل کس کو دیا گیا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سب سے پہلے جس کو غسل دیا گیا اُن کا اسم گرامی حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام ہے اور آپ علیہ السلام کو غسل بھی اللہ کے معصوم ملائکہ نے دیا اور آپ d ہی کی سنت تا قیامت تمام مسلم اولادیں جاری رہے گی۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر ص 127)

اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی لاش ملے تو کیا کرے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی لاش لاوارث ملے جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان ہے یا کافر تو اُسے غسل دیا جائے گا۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی کیونکہ مسلمانوں کے ملک میں پایا جانا دلالت کرتا ہے کہ غالب گمان اس کے مسلمان ہونے ہی کا ہے۔

اگر مسلمانوں کا ملک نہ ہو تو پھر نہیں، کیونکہ اب غالب گمان یہی خیال ہوگا کہ یہ کافروں کا ملک ہے اس لئے میت بھی کافر ہی ہوگی۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر ص 127)

اگر کفار اور مسلمانوں کی لاشیں مل جائیں تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کفار اور مسلمانوں کی لاشیں مل جل جائیں تو اب دیکھا جائے کہ اگر مسلمانوں کی کوئی علامات پائی جائیں تو ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ اگر مسلمانوں والی علامات نہیں ہے لیکن اتنا معلوم ہے کہ یہاں کتنے مسلمان تھے اور کتنے کافر اور لاشوں سے پتہ چل گیا کہ ان میں مسلمان زیادہ ہیں تو ان کا جنازہ پڑھا دیا جائے گا اور جنازہ چونکہ مسلمان اور کفار تمام کو سامنے رکھ کر پڑھا جائے گا اس لئے جنازہ اور دعا میں فقط مسلمانوں کی نیت کریں گے۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر ص 127)

جو میت کو غسل دے کیا وہ خود بھی غسل کرے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کو غسل دینے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ بعد از غسل خود بھی غسل کرے کیونکہ ایسا ہی حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو میت کو غسل دے اسے (خود بھی) غسل کرنا چاہئے اور جو میت کو کندھا دے اسے وضو کرنا چاہئے۔" (سنن ابوداؤد، ج 2، ص 535)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو مردے کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے''۔ (ابن ماجہ شریف، ج1، ص420)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ چار باتوں (کی وجہ) سے غسل فرمایا کرتے۔

1، جنابت سے — 2، جمعہ کے روز

3، پچھنے لگوانے کے بعد — 4، اور میت کو غسل دینے کے بعد

(سنن ابوداؤد ج2، ص535)

کیا غسال کو غسل کرنا واجب ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے علماء کے نزدیک اس پر غسل لازم ہے اور بعض کے نزدیک صرف وضو ہے۔ مثلاً

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں غسل میت کے بعد خود غسل کرنے کو اچھا سمجھتا ہوں، لیکن واجب نہیں۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یونہی فرمایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں میت کو غسل دینے والے پر نہانا واجب نہیں مگر وضو۔

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''وضو کرنا ضروری ہے۔'' (موت کا منظر، ص171)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واجب ہو یا نہ ہو ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

کیا بارش سے غسل میت ہو جاتا ہے؟

مردہ پانی میں گر گیا یا اس پر مینہ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا تو غسل ہو گیا مگر زندوں پر جو غسلِ میت واجب ہے وہ ادا نہ ہوا۔ یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں، لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیتِ غسل اُسے تین بار حرکت دے دیں، واجب ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

میت کے بال مونڈنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کی داڑھی یا سر کے بالوں میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کُترانا یا اکھاڑنا، ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ اور حکم یہ ہے کہ میت جس حالت میں بھی ہے اب اُسی حالت پر ہی رہنے دیں اور ایسے دفن کریں، ہاں اگر کسی نے غلطی سے مردے کا ناخن یا بال تراشے تو اب وہ تمام بال اور ناخن کے ٹکڑے میت کے ساتھ کفن میں رکھ دیں۔ (موت کا منظر، ص185 بحوالہ، درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

نامرد کو غسل کون دے؟

جنگل میں خنثیٰ یعنی نامرد کا انتقال ہوا جو اتنا چھوٹا بچہ نہ تھا کہ جس کے لئے ستر کا حکم ہی نہ ہو، تو اُسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت اسے تیمم کرایا جائے بلکہ اگر وہاں پر کوئی سات آٹھ برس کی لڑکی یا دس گیارہ برس کا لڑکا ہو کہ (میت کو) نہلا سکے تو اسے (نہلانا چاہئے اگر اُسے غسل کا طریقہ یاد نہ ہو تو) بتا کر نہلانا حرام (ہے)۔ ہاں یہ بھی نہ ہو تو اُسے کوئی محرم تیمم کرائے اور اُسے آنکھیں بند کرنے کی ضرورت نہیں اور کوئی عورت بھی نہ ہو تو اجنبی مرد کپڑے کے ساتھ تیمم کرائے اور اپنی آنکھیں بھی بند کرے کہ خنثیٰ کے سر کے بال یا کلائی کے کسی حصہ پر نگاہ نہ پڑے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج3، ص537)

کیا کمسن بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے؟

بچہ جو شہوت والا نہ ہو اگر مر جائے تو عورتوں کے اسے غسل دینے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح بچی جو شہوت والی نہ ہو مر جائے تو مردوں کے اُسے غسل دینے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ کمسن لڑکے اور لڑکی کے حق میں ستر کا حکم ثابت نہیں۔ اور یہاں اس کے حد شہوت کو پہنچنے کے معنی یہ ہیں کہ اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کا ستر دیکھنے سے ان باتوں کی یاد آئے، یہ معنی نہیں کہ لڑکا خود شہوت والا ہو جائے یا خود لڑکی کے دل میں شہوت پیدا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج3، ص538)

کمسن بچے کی عمر کتنی ہونی چاہئے؟

یہ عمر جس میں سترِ میت ضروری نہیں وہ عمر ہے جس میں بچہ حد شہوت تک نہ پہنچا ہو اس سے

ظاہر یہ ہے کہ لڑکا بارہ سال سے کم اور لڑکی نو برس سے کم ہو اور خنثیٰ یعنی نامرد کے لئے نو برس لئے جائیں گے، اس احتمال کی بنیاد پر کہ وہ لڑکی ہو (یعنی زیادہ تر لڑکی کی طرح کا ہو)۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حد مقرر فرمائی کہ "جب تک بچہ باتیں نہ کرتا ہو۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"بچہ چار سال سے بھی پہلے باتیں کرنے لگ جاتا ہے، تو جب ایسی عمر ہو تو کوئی بھی مرد، خواہ عورت غسل دے سکتے ہیں۔" (مفہوم فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج 3، ص 537)

کیا کافر کو بھی غسل و کفن دیں گے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلامی نقطہ نظر سے کافر مردے کے لئے کفن و دفن اور غسل نہیں ہے، بلکہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں دبا دینا چاہئے۔ اگر کوئی دوسرا کافر اسے لے جائے تو پھر مسلمان آدمی کافر مردے کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔ اگر کسی کا قریبی رشتہ دار ہو جو حالتِ کفر میں مر گیا ہو اور اسے دفن کرنے والا کوئی دوسرا نہیں تو اس صورت میں اس کے جسم پر عام طریقے سے پانی بہادے اور اسے کپڑا لپیٹ کر کہیں مٹی میں دبا دے۔

اسلامی طریقے سے کافر کو قطعاً غسل نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی کفن و دفن کرنا چاہئے اور مرتد کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اُسے بھی اسی طرح کسی گڑھے میں دبا دینا چاہئے۔

(موت کا مزہ ص 185)

کیا مرنے کے بعد مرد بیوی کو چھو سکتا ہے؟

اگر عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ اسے چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ نیز عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے، نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

(بہار شریعت ج 1، ص 336، مسئلہ نمبر 15)

اگر مردے کے جسم پر عیب دیکھیں تو کیا کریں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی میت کے جسم پر کوئی عیب نظر آئے تو وہ لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا جائے، اور اگر میت کا چہرہ سیاہ ہو جائے لیکن وہ شخص بدعتی ہونے میں، گناہوں میں مبتلا ہونے

میں، گستاخی اولیاء کرام میں گستاخی صحابہ کرام میں، گستاخی رسول اللہ ﷺ میں مشہور نہیں تھا تو اس کا لوگوں کے سامنے تذکرہ نہ کیا جائے، لیکن اگر وہ ان مذکورہ عیوب میں مشہور تھا پھر اس کا موت کے وقت چہرہ سیاہ ہو گیا ہو تو لوگوں کو بتانا چاہئے تاکہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

اگر کوئی نیک آدمی فوت ہو تو اس کا چہرہ چمک رہا ہو یا بوقتِ غسل وغیرہ یا بعد از موت چہرہ پر تبسم ہو تو اس کا لوگوں کے سامنے ذکر کیا جائے تاکہ دوسرے لوگ بھی اسی طرح کے اعمال کرنے لگیں۔ (موت کا منظر ص 139)

کیا بوسیدہ میت کو غسل دیا جائے گا؟

بیماری یا کسی اور وجہ سے میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگانے سے اُس کی کھال اُدھڑے گی تو ہاتھ نہ لگایا جائے، ویسے ہی پانی بہا دیں، اگر نہلانے کے بعد میت کے ناک، کان، منہ یا جسم کے کسی حصہ سے خون بہہ نکلے تو دوبارہ غسل کی حاجت نہیں۔ ہاں اُس کے ناک، کان، منہ پر روئی وغیرہ رکھ سکتے ہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔

(بہار شریعت ج 1، ص 337، مسئلہ نمبر 28، 29)

اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو کیا غسل دیں گے؟

اگر مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اُس کا اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا، پھر مر گیا تو اُس کو غسل و کفن دیں گے اور اُس کی نماز جنازہ بھی پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اس کے لئے سنت کے مطابق غسل و کفن نہیں ہے اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔ سر کی طرف سے اکثر کی مقدار سر سے لے کر سینے تک ہے۔ لہٰذا اگر اُس کا سر باہر ہوا تھا اور وہ چیختا تھا مگر سینے تک نکلنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو اُس کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے، پاؤں کی جانب سے اکثر کی مقدار کمر تک ہے۔ بچہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ یا کچا گر گیا اُس کا بھی نام رکھا جائے اور وہ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

(رسائل عطاریہ حصہ 1، ص 137، بحوالہ درمختار، ردالمحتار)

اگر کسی کو غلطی سے بغیر غسل کے دفن کر دیا تو؟

اگر کسی غلطی کی بنا پر کسی میت کو غسل دیئے بغیر قبر میں اتار دیا جائے لیکن ابھی تک اگر مٹی

نہیں ڈالی اور پتہ چل گیا کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تو اسے نکال کر غسل دے کر نماز جنازہ بھی پڑھیں، اگر مٹی ڈال دی ہو تو پھر معاملہ سپردِ خدا کر دیا جائے اور میت کو قبر سے نہ نکالا جائے۔

(موت کا مزہ ص 185)

کیا غسل میت کے وقت خوشبو سلگانا جائز ہے؟

نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت ص 335، مسئلہ نمبر 7)

میت کو تیمم کس صورت میں کرائیں گے؟

اگر میت عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہو جو اتنی صغیر السن نہیں اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے (تو اسے نہلایا جائے) اگرچہ دوسرے کے بتانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اس سے نہلائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے۔

(فتویٰ رضویہ شریف ج 3 ص 539)

کیا مردہ غسل دینے والے کو دیکھتا ہے؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ

"میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔"

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"مردہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور اگر مرتے وقت اس کو روحِ ایمان کی بشارت دی گئی ہے تو اپنے اٹھانے والے سے جلدی چلنے کی گذارش کرتا ہے اور اگر جہنم رسید ہونے کی اطلاع دی گئی ہے تو وہ اسے روکنے کی درخواست کرتا ہے۔"

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"میت ہر چیز کو پہچانتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے غسل دینے والے سے کہتی ہے کہ آہستہ غسل دو اور فرشتہ اس کی چارپائی پر کہتا ہے کہ تو لوگوں کی زبانی تعریف سن (کہ وہ تیرے متعلق کیا کہتے ہیں)۔" (موت کا منظر ص 129 بحوالہ احمد، طبرانی، شرح الصدور، ابن ابی الدنیا)

جس برتن سے میت کو غسل دیا اُس کا استعمال جائز ہے؟

بعض جگہ پر دستور ہے کہ عموماً غسلِ میت کے لئے کورے گھڑے لاتے ہیں، اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمال گھڑے یا لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض جگہ پر تو جہالت کی وجہ سے یہ کرتے ہیں کہ غسلِ میت کے بعد توڑ ہی ڈالتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ یہ تو نجس ہو گئے، تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اولاً تو اس پر چھینٹیں نہیں پڑتیں اور پڑیں تو اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ میت کا غسل نجاست حکمیہ دور کرنے کے لئے ہی تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں، جس طرح زندوں کے وضو و غسل کا پانی، اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس ہی پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھو ڈالیں، دھونے سے تو پاک ہو جائیں گے۔

اکثر جگہ وہ گھڑے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں، اگر نیت ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اس کا مردے کو ثواب ملے گا تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر ہے۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ بڑی حماقت ہے، اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

(بہارِ شریعت ج 1، ص 338، مسئلہ نمبر 32)

مردہ کے ہاتھ کس طرح رکھیں؟

میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے بعض لوگ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

(بہارِ شریعت جلد 1، صفحہ 338، مسئلہ نمبر 31)

باب سوم

حکایاتِ غسل

سرکار دو عالم ﷺ کا غسل پاک

چونکہ حضور اکرم ﷺ نے زمانہ علالت میں فرمایا تھا کہ مجھے میری اہلبیت کے مرد حضرات غسل دیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ غسل اور تجہیز و تکفین کا کام ان سے متعلق ہے۔ لامحالہ اہل بیت اطہار، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اس کام میں مشغول ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "حجرہ مبارک کا دروازہ غیر اہل بیت پر بند کر دیا گیا ہے۔"

منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کو کس طرح غسل دیا گیا تھا؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کلہ پر بردیمانی باندھا"، اسی بنا پر غسل کے لئے کلہ باندھنا ہمارے لئے سنت ہوا۔ (کلہ چاروں طرف چادر تاننے کو کہتے ہیں)

اس کے بعد کلہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ و قثم رضی اللہ عنہ کو (جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فرزندان تھے) بلایا۔

ایک روایت میں ہے کہ "بجائے قثم رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن الحارث کو بلایا"۔

اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید جو حب رسول اللہ ﷺ تھے اور اہل بیت کا حکم رکھتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے غلام حضرت صالح حبشی جن کا لقب شقران ہے جمع ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کو اس کلہ میں لائے تا کہ غسل دیں۔

اس کے بعد ان سب پر اور دیگر تمام لوگوں پر جو کہ گھر کے اندر تھے اور کلہ کے باہر تھے اونگھ طاری ہوئی، کسی منادی نے اطلاع دی کہ "غسل نہ دو خدا کے نبی اس سے پاک ہیں اور انہیں

غسل کی حاجت نہیں ہے"۔

ہر چند کہنے والے کو تلاش کیا گیا مگر معلوم نہ ہو سکا۔ سب نے چاہا بھی کہ ایسا ہی کریں اور غسل نہ دیں، مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ایسی آواز کی بنا پر جب کہ حقیقت کو ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے آئی ہے، سنت کو ترک نہیں کر سکتے"

پھر ان سب پر دوسری مرتبہ اونگھ طاری ہوئی اور ندا آئی کہ "رسول اللہ ﷺ کو غسل دو کہ پہلی ندا کا بولنے والا ابلیس تھا، میں خضر علیہ السلام ہوں"۔

بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آواز غسل نہ دینے کی کلہ باندھنے سے پہلے تھی اور جب غسل دینا طے پا گیا تو کلہ باندھا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کو کلہ میں لے گئے۔

اس وقت ان اصحاب میں ایک اور اختلاف واقع ہوا کہ آیا حضور اکرم ﷺ کو لباس میں ہی غسل دیں یا جس طرح دیگر اموات کو برہنہ کرتے اور غسل دیتے ہیں ویسا کریں۔ اس وقت پھر ان پر اونگھ طاری کی گی اور وہ اس طرح اونگھے کہ جھک کر ان کی تھوڑیاں ان کے سینہ پر آ گئیں۔ اچانک کسی نے گھر کے گوشہ سے آواز دی کہ "رسول اللہ ﷺ کو برہنہ نہ کرو اور پیرہن مبارک میں ہی غسل دو۔"

مروی ہے کہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ غسل دیں تو چہار زانو ہو کے بیٹھے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی چہار زانو بٹھایا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنی آغوش میں بٹھالیا۔ اس وقت پھر ندا آئی کہ "رسول اللہ ﷺ کو آپ کی کمر شریف پر لٹادو اور غسل دو۔"

اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کو اس طرح لٹایا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک جانب مشرق اور قدمہائے اقدس جانب مغرب تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دینے میں مشغول ہو گئے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے سینہ پر لیا اور ہاتھوں میں دستانے پہن لئے، ہاتھوں کو پیرہن مبارک کے اندر داخل کیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ، قمیص مبارک کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ و قثم رضی اللہ عنہما ایک پہلو

سے دوسرے پہلو پر لے جانے پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اعانت وامداد کرتے تھے۔ اور غیب سے بھی غسل میں اعانت واقع ہوئی۔ چنانچہ انہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور ہاتھ اپنے ہاتھ سے ملاقی ہوتا ہے۔ سب کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ غیب اور پردہ کے پیچھے سے آواز آئی کہ "رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نرمی برتو۔"

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت تھی کہ "تمہارے سوا کوئی اور غسل نہ دے اور نہ کوئی میرا ستر دیکھے، اگر خلاف ورزی ہوئی تو اس کی بینائی جاتی رہے گی"۔

حضور اکرم ﷺ کے جسم اقدس سے کوئی شے برآمد نہ ہوئی جس طرح کہ دوسرے لوگوں کے شکم وغیرہ سے خارج ہوتی ہے۔ اس پر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کتنی صفائی اور کتنی خوشبو ہے حیات میں بھی اور ممات میں بھی"۔

حضور اکرم ﷺ کو تین مرتبہ پاک وصاف پانی بیری کے اور کافور کے پانی سے غسل دیا گیا۔

ابن ماجہ نے بسند جید حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ "جب مجھے غسل دو تو بیر غرس کے پانی کے ساتھ مشکیزے سے دینا۔"

بیر غرس (بفتح غین وسکون را) یہ ایک کنواں ہے جو مدینہ طیبہ کے شمال کی جانب نصف میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ بہت بڑا کنواں ہے اور اس میں دہ دہ سے زیادہ پانی ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کے ان کنوؤں میں سے ایک کنواں ہے جو زمانہ حضور اکرم ﷺ سے آج تک باقی ہیں۔ اس کے پانی پر سبزی غالب ہے۔ اس میں سیڑھیاں ہیں جس کے ذریعہ کنویں میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ بات پائیہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کنویں کا پانی پیا تھا، اس سے وضو کیا تھا اور وضو کے بقیہ پانی کو اسی میں ڈالا گیا تھا۔

ابن حبان نے ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے کہ "انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس میں سے پانی کھینچ رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اس کا پانی پیا اور وضو فرمایا۔"

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "آج کی رات میں

نے خواب دیکھا کہ میں نے بہشت کے ایک کنویں پر صبح کی ہے تو حضور اکرم ﷺ نے بیر غرس پر صبح کی اور وضو فرما کر اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا۔ اس وقت بطور ہدیہ کہیں سے شہد آیا ہوا تھا اسے بھی اس کنویں میں ڈال دیا۔"

ابن ماجہ بسند جید روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ "بعد از وفات مجھے میرے کنویں کے پانی سے یعنی بیر غرس کے سات مشکیزوں سے غسل دینا۔"

نیز مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "جب میں اس عالم سے سفر کروں تو بیر غرس کے سات مشکیزے پانی سے جن کا منہ کھلا ہوا ہو غسل دینا۔" (انتہی)

اور بہ زمانہ علالت میں بھی مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سات مشکیزے پانی سے غسل فرما کر مسجد میں تشریف لائے۔ یہ پانی بھی اسی کنویں کا ہوگا۔ (واللہ اعلم)

بعض شراح حدیث کہتے ہیں کہ "یہ اس بنا پر تھا کہ دفع سحر میں سات کی گنتی کی خاص تاثیر ہے جس طرح کہ زہر اور سحر کے علاج میں ہے کہ مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے کھائے۔"

مروی ہے کہ غسل کے وقت حضور اکرم ﷺ کی پلکوں کے نیچے اور ناف کے گوشہ میں پانی جمع ہو گیا تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوسا اور اٹھایا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اسی وجہ سے مجھ میں علم کی کثرت اور حافظہ کی قوت زیادہ ہے۔"

جب غسل مکمل ہو گیا تو مقام سجدہ اور مفاصل شریف کو خوشبو سے معطر کیا گیا اور تین مرتبہ اگر کی دھونی دی گئی۔ اس کے بعد اٹھا کر سر پر لٹا دیا گیا۔

مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی قدر مشک اور عطر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا اور وصیت کی کہ "اس کو میرے کفن میں لگانا کیوں کہ یہ خوشبو رسول اللہ ﷺ کے حنوط سے بچائی ہوئی ہے۔"

(مدارج النبوۃ، ج 2، ص 510)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا غسل

سرسبز وشاداب جنگل میں سرگیں آنکھیں، خوبصورت جسم والا ایک ہرن چوکڑیاں بھرتا ہوا بھاگا جا رہا تھا، اور اس کے تعاقب میں ایک گھوڑ سوار جس کے چہرے سے جوانمردی و بہادری

ٹپکتی تھی سرپٹ بھاگا جا رہا تھا، اُس ہرن کو اللہ عزوجل نے قوت گویائی بخشی، اس نے سر گھما کر اپنے تعاقب میں آنے والے شکاری سے مخاطب ہو کر کہا،

”تیر میری طرف پھینکتے ہو اور وہ شخص جو تیرے بھتیجے کو قتل کرنے پر آمادہ ہے اُس کی طرف کیوں نہیں پھینکتے ہو، اگر تم یہ تیر اُس پر چلاؤ تو میرے پیچھے بھاگنے سے بدرجہا بہتر ہے۔“

شکاری نے سنا تو گھوڑا روک لیا، سخت متعجب و حیران تھا، کہ ساری عمر سیر و شکار میں گزاری تھی لیکن ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ کسی جانور نے گفتگو کی ہو، گھوڑے کی لگام موڑی اور آہستہ آہستہ سوئے مکہ چل پڑا، دل و دماغ میں ہرن کی باتیں گردش کر رہی تھیں، اسی کشمکش میں انہیں اپنے بھتیجے حضرت محمد مصطفی ﷺ کا بھی خیال آیا جنہوں نے دعوت توحید کی صدا بلند کر رکھی تھی۔ لیکن آج تک اتنی فرصت ہی نہ ملی تھی کہ شرک و توحید کی حقانیت پر غور کرتا، لیکن اب محسوس ہوتا تھا جیسے حق روشن ہوتا جا رہا ہو۔

انہیں سوچوں میں مستغرق جب یہ نوجوان کوہ صفا کے قریب پہنچا تو عبداللہ بن جدعان تیمی کی ایک لونڈی جس کا وہاں مکان تھا، سامنے آئی اور نوجوان کو اس کی کنیت سے پکارا۔

اے ابوعمارہ!

جیسے ہی آواز کانوں سے ٹکرائی، نوجوان نے گھوڑا روک لیا۔ لونڈی قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اشکبار آنکھوں سے بھرائی ہوئی آواز کے ساتھ بمشکل یہ الفاظ ادا کر سکی۔

”اے کاش! تھوڑی دیر پہلے آجاتے اور اپنے بھتیجے کا حال دیکھتے آہ!! اس وقت سے میرا دل پارہ پارہ ہو رہا ہے۔“

اُس نوجوان نے بیتابی کے عالم میں پوچھا ”کیا ہوا۔“

اُس کنیز نے ڈبڈبائی ہوئی آواز میں جواب دیا

”آپ کے بھتیجے جن کو اللہ عزوجل نے خاتم نبیین بنا کر بھیجا ہے، وہ نورانی سے چہرے والے، پیارے پیارے مکھڑے والے، ید اللہ کے ہاتھوں والے، خانہ کعبہ میں حق و باطل کے متعلق وعظ فرما رہے تھے کہ کم بخت ابوجہل اور اس کے ساتھیوں عدی بن الحمراء اور ابن

الاسواد نے انہیں بہت ایذا دی، طعنے کسے دشنام طرازی کی لیکن وہ نور کے پیکر خاموش کھڑے سر جھکائے سنتے رہے، انہوں نے خوب زبان درازی و طعنہ کشی کی مگر وہ منبع حلیم و حیا بغیر جواب دیئے سر جھکائے نگاہیں نیچی کئے واپس تشریف لے گئے۔“

بس ایک نشتر تھا جو ابوعمارہ کے سینے سے پار ہو گیا آنکھیں اس کی تاب نہ لاتے ہوئے اشکوں کے موتی برسانے لگیں، پس ایک لہر تھی جس نے خون کی گردش کو تیز کر دیا، یہ نوجوان درد و ملاب سے تڑپ اٹھا، رگ حمیت میں جوش آگیا، اس سے زیادہ سننے کا یارا نہ تھا، گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تیزی کے ساتھ مسجد حرام کی طرف بڑھنے لگے، پانی کی طرح یہ طوفان اپنا راستہ خود بناتا جا رہا تھا، راستے میں کسی سے گفتگو کرنا تو درکنار کسی جانب متوجہ بھی نہیں ہوئے، حالانکہ اس سے قبل جب بھی شکار سے واپسی ہوتی راہ ملنے والوں سے چند ایک باتیں ہوتیں پھر طواف کعبہ کے بعد گھر جاتے مگر آج کالی گھٹاؤں کی طرح جوشِ انتقام میں آگے ہی بڑھتے جا رہے تھے۔

کچھ ہی لمحوں کے بعد مسجد حرام میں جا پہنچے، اُس وقت شیطانی لشکر کا سرغنہ ابوجہل اپنے ٹڈی دل شیطانی لشکر کے ساتھ مل کر قہقہے لگا رہا تھا کہ آج انہوں نے مبلغ اسلام رحمت عالمیان ﷺ کو درس توحید سے روک دیا تھا، اپنی اس کامیابی پر سب ہی قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے کہ ابوعمارہ بھی قیامت کی طرح اُن کے سر پر پہنچ گئے ان کو اس طرح کھلکھلاتا دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آیا۔ بس ایک ہاتھ کمان کی طرف اُٹھا اور ساون کی گھنگھور گھٹاؤں کی طرح برسنے لگ گیا، ابوجہل کا سر سات جگہ سے پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ بنی مخزوم کے کچھ لوگ اس کی حمایت کو اُٹھے اور بیک زبان بولے۔

حمزہ! شاید تم بھی بد دین ہو گئے ہو۔“

یہ ان کا اصلی نام تھا۔ ابوعمارہ ان کی کنیت تھی اور نبی محترم ﷺ کے حقیقی چچا تھے، اور آپ ؓ کی والدہ ہالہ بنت وہیب حضور انور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ؓ کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس نسبتی تعلق کے علاوہ رضائی بھائی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا کیونکہ حضرت ثوبیہ ؓ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ عمر میں آپ ؓ، اللہ عزوجل کے پیارے محبوب ﷺ سے صرف دو سال بڑے تھے۔

بچپن سے ہی شمشیر زنی، تیراندازی، اور پہلوانی کا شوق تھا۔ سیر وشکار میں غیر معمولی دلچسپی تھی، جسم مضبوط و توانا تھا، چہرے پر خوب گھنی داڑھی تھی، جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو بڑا رعب دار بنا دیا تھا، کوئی مدمقابل آنے کی جرأت نہ کرتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے اسی لئے آگے چل کر رسول کریم ﷺ نے انہیں اسد اللہ واسد رسولہ یعنی اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے شیر کا لقب عطا فرمایا۔ یہ خونی رشتہ تھا جس وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حمایت کے لئے کود پڑے تھے۔

خیر جب انہوں نے طعنہ دیا کہ ''شاید تم بھی بددین ہو گئے ہو۔''

تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیر کی طرح گرجتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''اب جب کہ اس کی حقانیت مجھ پر روشن ہو گئی ہے تو کونسی چیز مجھے اس سے باز رکھ سکتی ہے۔ سن لو میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے بھتیجے ﷺ اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں، اور وہ جو کچھ بھی فرماتے ہیں وہ سب حق ہے، مجھے اُس ذات کی قسم جس پر وہ ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں، میں اِس حق سے پھر نہیں سکتا اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دامنِ توحید سے وابستہ ہو گئے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تمام تر توانائیاں دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف ہو گئیں تھیں۔

جب مسلمانوں پر شدائد و مظالم کی انتہا ہو گئی تو بعثت کے تیرھویں سال ہجرت مدینہ کا حکم ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہجرت فرما کر مدینے آ گئے، اور مدینے میں حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام پذیر ہوئے، یہاں مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کو دادِ شجاعت دینے کا خوب موقعہ میسر آیا۔ یہیں آپ رضی اللہ عنہ کا رشتہ مواخات حضور اکرم ﷺ کے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، اور آپ رضی اللہ عنہ کو بہت سارے معرکوں میں امیر قافلہ یعنی جرنل کی حیثیت سے جانے کی سعادت ملی۔

پھر آخر کار جنگ بدر میں شکست فاش کے بعد مشرکین کی نیندیں حرام ہو گئیں، وہ آتش انتقام میں جل رہے تھے کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار خارا شگاف نے کئی نامی سرداروں کو موت کا جام پلایا تھا۔ لہٰذا مشرکینِ قریش آپ رضی اللہ عنہ کے خون کے پیاسے ہو گئے تھے۔

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی نیزہ بازی کا بڑا ماہر تھا۔ جبیر نے اپنے چچا طعمہ بن عدی کے قتل کا

انتقام لینے کے لئے اپنے غلام کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے، تو اس کے عوض اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ آزادی کے لالچ میں وہ تیار ہو گیا، اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔

شوال 3 ہجری میں کفار مکہ بدر کا انتقام لینے کے لئے مدینہ پاک پر چڑھائی کی غرض سے آئے، انفرادی قوت وجنگی ساز وسامان کی کمی نہ تھی۔ ہادی برحق ﷺ نے سات سو جاں نثاروں کے ہمراہ انہیں احد کے دامن میں روکا، سات شوال بروز ہفتہ جنگ کا آغاز ہوا، سب سے پہلے خزاعی نے میدان میں نکل کر مبارز طلبی کی، تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مقابلے پر آئے، اور پر جوش انداز سے شیر کی طرح دھاڑ مارتے ہوئے للکار کر فرمایا۔

''اے سباع کے بچے! کیا تو اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے آیا ہے۔''

بس کیا عالم تھا اُس وقت، یوں سمجھ لو کہ جس طرح جنگل کا شیر دیکھ کر گیدڑ پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے یہی حال کفار کا تھا۔ کافی دیر کے بعد للکارنے والا سامنے آیا۔ ایک تلوار بجلی کی طرح چمکی اور سر گاجر کی طرح زمین پر آیا، کفار میں کھلبلی سی مچ گئی اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھوں میں تلوار لئے دشمنوں کی صف میں گھس جاتے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتے، جس طرف رخ کرتے صفیں درہم برہم کر دیتے، تنہا اس شیر نے اکتیس نامور مشرکین کو واصل جہنم کیا۔

وحشی ایک چٹان کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا، اور اس بات کا منتظر تھا کہ یہ اس کے وار میں کب آتے ہیں تا کہ یہ حملہ کر کے ان کو ختم کر دے۔

اسی اثناء میں کسی نے پوچھا کہ

''یہ آندھی کی طرح ریت کے ذروں کو اڑانے والا شیر کون ہے؟''

تلواروں کی کھنک میں کسی نے جواب دیا،

''یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے شیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔''

آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار بجلی کی طرح چمک رہی تھی اور اچانک آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا اور آپ رضی اللہ عنہ لڑکھڑائے اسی اثناء میں آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ سے زرہ ہٹ گئی، وحشی اسی انتظار میں تھا۔ موقعہ پاتے ہی اُس نے اپنا حربہ اس زور سے پھینک کر مارا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

جام شہادت نوش فرما گئے۔

کفار کی خوشی کی انتہا نہ تھی، عورتوں نے خوشی سے ترانے گائے۔ سب سے زیادہ کفار آپ رضی اللہ عنہ ہی کے حملوں سے خوف زدہ تھے۔

یہ تین ہجری 15 شوال کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر چون برس تھی۔

الحمدللہ عزوجل مسلمانوں کا خون رنگ لایا اور کھلی فتح نصیب ہوئی، لیکن بعد میں ایک چھوٹی سی غلطی اور نبی اکرم ﷺ کی ہدایت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے جنگ کا پانسہ اچانک کفار کے حق میں پلٹ گیا جس سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا۔

جب کفار اپنے مردوں کو دفنا کر چلے گئے، تو مسلمانوں نے اپنے جانثاروں کو اٹھانا شروع کیا اس غزوہ میں ستر مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ اکثر شہداء کا کفار بد اطوار نے مثلہ کیا تھا۔

ابوسفیان کی بیوی ہندو بنت عتبہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان، ناک کاٹ کر ہار بنایا اور جگر نکال کر چبا چبا کر تھوک دیا۔

جب رسول اکرم ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ

''اس نے کچھ کھایا بھی ہے؟''

عرض کیا گیا نہیں۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''اللہ عزوجل، حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی عضو کو جہنم میں داخل نہ ہونے دیتا''۔

شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب نبی محترم ﷺ نے چچا کی لاش کا دل خراش منظر دیکھا تو دل بھر آیا اور فرمایا

''تم پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو، تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے، اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درندے اور پرندے کھا جائیں اور تم روز قیامت انہیں کے شکم سے اٹھائے جاؤ۔ اگر مجھے قابو ملا تو کفار کے ستر افراد قتل کروں گا۔''

چنانچہ آپ ﷺ کا فرمانا حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا اور فتح مکہ والے دن ستر کفار مارے گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ بھائی کی شہادت کا سنا تو روتے ہوئے جنازہ کے پاس تشریف لائیں، لیکن حضور انور ﷺ نے نعش دیکھنے کی اجازت نہ دی اور تسلی تشفی دے کر واپس بھیج دیا، جاتی مرتبہ اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کو دو چادریں دے گئیں کہ کفن کا کام لیا جائے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے کفن پڑی تھی۔ لہٰذا ایک چادر انکے اوپر ڈال دی گئی اور دوسری چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے، اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ عجیب رقت آمیز منظر تھا۔ جو چرخ نیلی فام نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔

یہ مرد مجاہد کی لاش تھی۔ جس نے صرف اپنی جان نہیں بلکہ تمام مال و اسباب بھی پیش کیا تھا۔ آج اُس کی لاش کے لئے کفن کا کپڑا بھی نہیں مل رہا تھا۔ وہ مفلس ہونے کے باوجود بھی اللہ عزوجل کی رضا پر شاکر رہتے تھے۔ یہ سید الشہداء اللہ عزوجل اور اُسکے رسول ﷺ کے شیر کا جنازہ تھا۔

چنانچہ چہرہ چھپا دیا گیا۔ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دیئے۔

نماز جنازہ کے بعد بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ''حضور اکرم ﷺ دو شہیدوں کو ایک ساتھ قبر میں دفن کر دیتے تھے۔ دفن کرنے سے قبل دریافت فرماتے تھے کہ ان دونوں میں قرآن پاک کس کو زیادہ یاد ہے۔ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا، تو اسے قبر میں پہلے اتارا جاتا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو سپرد خاک کیا گیا۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا۔

''میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔''

شہید کو غسل نہیں دیا جاتا لیکن سید الشہداء کو ملائکہ غسل دے رہے تھے، یہ اس لئے تھا کہ طبقات ابن سعد میں درج ہے کہ

''اُس دن اس مرد مجاہد پر غسلِ جنابت تھا جس وجہ سے ملائکہ نے آپ کو غسل دیا''

واہ ان حضرات قدسیہ کا کیسا جذبہ ایمانی تھا کہ جب اسلام کو ان کے مال اولاد، جان کی

ضرورت محسوس ہوتی تو انہوں نے ہنس کے پیش کر دیا۔ اللہ عزوجل ان کی قبور پر انوار کی برکھا برسائے۔ (جرنیل صحابہ صفحہ 21 تا 30)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا غسل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حنظلہ نامی ایک شکیل وخوبرو جوان حسن وزیبائی کا ایک گل رعنا اور عشق وایمان کا ایک دہکتا ہوا لالہ اپنے قبیلہ میں ہر شخص کا محبوب نظر تھا۔ بار حیا سے پلکیں جھکی رہتی تھیں، شوقِ شہادت میں آنکھوں سے کوثر کی شراب ٹپکتی تھی، پاکباز حسن کی دلکشی بھی کتنی سحر انگیز ہوتی ہے؟

ایک حنظلہ اپنے قبیلے کے جمالستان میں ہزاروں دلوں کی دھڑکن بن چکے تھے۔ انہیں خود خبر تک نہیں تھی کہ تصورات کی کتنی انجمنوں میں ان کی یادوں کے چراغ جل رہے ہیں۔ اس عالم فانی کی زندگی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ ایک بندہ مومن کے تمام ارمانوں کا مرکز صرف رسول کونین ﷺ کی ہستی ہے۔ شمع رسالت کے پروانوں کے لئے اس زمین پر ایمان سے زیادہ کوئی لذیذ چیز نہیں ہے۔ میکدہ عرفان کا بدہ نوش حسن وشراب کی سرمستیوں پر تھوکنا بھی اپنی بے نیازوں کی توہین سمجھتا ہے۔

یہی وہ لافانی تصورات تھے جن کی لہروں میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی زندگی شرابور رہا کرتی تھی۔ صحبت رسول ﷺ کے فیضان سے ان کے روحانی تقدس کا فروح اب اس نقطہ عروج پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں پر دامن تر کے ٹپکتے ہوئے قطروں سے گلہائے قدس کے لئے شبنم مہیا کی جاتی ہے۔

اسی رنگ ونور کے پاکیزہ ماحول میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے دن گزرتے گئے اور عمر کارواں آگے بڑھتا گیا، یہاں تک کہ جب ان کے حسن وشباب کا خط نصف النہار پر پہنچ گیا تو ماں نے ایک دن بیٹے کے سامنے اس آرزوئے شوق کا اظہار کیا جس کی تمنا ہر ماں کو ہوتی ہے۔

ماں نے کہا!

''میرے ارمانوں کے شگفتہ پھول! تمہاری شادی کے لئے قبیلے کے ممتاز گھرانوں سے بہت سے پیغامات آرہے ہیں اگر تم اجازت دو تو کوئی مناسب پیغام منظور کرلوں۔''

سعادت مند بیٹے نے ماں کے قدموں کا بوسہ لیتے ہوئے جواب دیا،

''پیاری ماں! میری رگوں میں عشق مصطفی ﷺ کی چاشنی سرائیت کرچکی ہے اور میں اُس مستیٔ عشق میں مدہوش ہو چکا ہوں، اب میری زندگی اسیر شوق بنانے کے لئے وہی زنجیر کافی ہے، اب دل کا کوئی گوشہ کسی غیر کے لئے خالی نہیں ہے۔

چراغ قدس کے پروانے کو اسی شبستان میں رہنے دو ماں! جہاں دونوں جہاں کی فراغت نصیب ہے، بے نیام تلواروں اور لالہ کی طرح سرخ میدانوں سے زندگی کی رفاقت کا عہد کرنے والوں کو اب اور کسی پیمانِ وفا کی طرف مت لے جاؤ، کیونکہ شہنشاہ کونین ﷺ کا منادی کب آواز دے دے، کسی کو کیا معلوم؟ ایک کفن بردوش مجاہد کو ہر وقت گوش بر آواز رہنا چاہیے۔''

ماں نے سعادت مند بیٹے کے چہرے کی بلائیں لیتے ہوئے کہا۔

''بیٹا! مانا کہ تیری رگوں میں عشق مصطفی ﷺ کی چاشنی گردش کررہی ہے۔ لیکن بیٹا رشتہ ازدواج بھی تو اسی شہنشاہ کونین ﷺ کی سنت مبارکہ ہے جس کے حکم پر گوش بر آواز رہنے کے لئے تم زندگی کی فراغت چاہتے ہو۔ شاید تمہیں اس کی خبر نہ ہو کہ تمہارے اسی موسم حیات کی بہار دیکھنے کے لئے میں نے کتنی ہی پریشانیوں کا مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا ہے، اور کتنے ہی آلام کی بھٹی میں سلگ سلگ کر میں نے اپنی محبوب امیدوں کو مرنے سے بچایا ہے۔

اپنی زندگی کی فصلِ بہار پر میرے مقدس ارمانوں کا تم اگر کچھ بھی حق تسلیم کرتے ہو تو مجھے اجازت دو کہ میں تمہاری پیشانی پر مسرت وشادمانی کا ایک مہکتا ہوا چمن آباد کروں۔''

دل کو پارہ پارہ کر دینے والی ماں کی باتیں سننے کے بعد ایک فیروز مند بیٹا کس طرح ماں کی شادمانیوں کا گلا دبا سکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے سپردگی کے انداز میں سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔

''ماں! اب میرے اندر انکار کی جرأت نہیں ہے، مادرِ مشفقہ کی خواہش کے احترام میں سر تسلیم خم کرتا ہوں، پیاری ماں! آپ کی مقدس آنکھیں جس طرح بھی ٹھنڈی ہوسکیں میری طرف سے اجازت ہے۔''

چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد قبیلے کے ایک معزز گھرانے کا رشتہ منظور کرلیا گیا، حنظلہ جیسے شکیل خوبرو نوجوان کو پانے کے لئے جہاں بہت سے ارمانوں کا خون ہوا وہاں ایک آرزو پروان چڑھی اور قبیلے کی سب سے حسین وجمیل دوشیزہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے لئے منتخب کرلی گئی۔

بالآخر ایک خوشگوار شام کو نشاط وسرور کی پرنور فضا میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دولہا بنائے گئے اور نہایت

ہی سادگی کے ساتھ عقدِ نکاح کی مقدس رسم ادا کی گئی۔

آج شادی کی پہلی رات تھی وہ دھڑکتے ہوئے دل ہنگامہ شوق کے ایک نئے عالم میں داخل ہو رہے تھے، پہلی بار ایک پارسا نوجوان کی نگاہ حسن و زیبائی کی نکھری ہوئی چاندنی میں خیرہ ہو کے رہ گئی۔ ہر طرف ارمانوں کے ہجوم کا پہرہ لگا ہوا تھا، دو عفت مآب روحوں کی ملاقات کا عالم کیا تھا، کون بتائے؟

البتہ تاریخ کے حوالہ سے اتنا ضرور سراغ مل سکا کہ رات بھیگ جانے کے بعد پس دیوار اچانک منادی کی آواز فضا میں گونجی اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ چونک اٹھے، نشاط و طرب کے شوق انگیز لمحوں کا تسلسل ٹوٹ گیا، چہرے پر ایک گہرے تجسس کا نشان ابھرا اور شدت اضطراب کے عالم میں کھڑے ہو گئے، دیوار سے کان لگا کر اعلان کے الفاظ کو دوبارہ غور سے سنا۔

دربار رسالت ﷺ کا منادی آواز دے رہا تھا کہ

”کفر کی یلغار اسلام کی طرف بڑھتی آ رہی ہے، ناموس حق کے پروانے بغیر کسی لمحہ انتظار کے رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ مجاہدین اسلام کا صف شکن قافلہ تیار کھڑا ہے، جو سپیدہ سحر کی نمود سے پہلے پہلے میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔“

اعلان کے الفاظ ایک نشتر کی طرح سینے میں اتر گئے۔ اب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ میں نہیں تھے، جذبات کے تلاطم کا عالم قابو سے باہر ہوتا جا رہا تھا، فرض نے انہیں مشکلات کے گھنے اندھیرے سے پکارا تھا، بے خودی کی حالت میں ایک بار نظر اٹھا کر اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھا۔ حسرتناک کرب کے ساتھ بڑی مشکل سے یہ الفاظ اپنے منہ سے ادا کر سکے۔

”جانِ آرزو! میدانِ جنگ سے اسلام نے آواز دی ہے، اب ہنگامہ شوق کے یہ خود فراموش لمحے ختم ہوئے اجازت دو کہ میں بھی مجاہدین کی اس قطار میں بڑھ کر شامل ہو جاؤں جو رسالت مآب کی بارگاہ میں کھڑی ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور معرکہ کارزار سے بخیر و سلامت واپس لوٹ آیا تو تمہاری زلفوں کی مہکتی ہوئی رات کا خیر مقدم کروں گا، اور اگر خوش بختی سے میری زندگی کام آ گئی اور میرے جگر کا خون دین اسلام کی بنیاد میں جذب ہو گیا تو پھر قیامت کے دن شہیدانِ وفا کی صفوں میں تمہیں کہیں نہ کہیں ضرور ملوں گا، اچھا اب اجازت دو وقت بہت نازک ہے۔“

یہ کہتے ہوئے جیسے ہی قدم باہر نکالنا چاہتے تھے کہ بیوی نے دامن تھام لیا اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ بمشکل تمام یہ چند جملے ادا کر سکی۔

”میخانہ کوثر کی طرف بڑھنے والے کو کون روک سکتا ہے، زحمت نہ ہو تو رسولِ کونین ﷺ کے قدم ناز کی امان میں مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ اگر کہیں کنیزان بارگاہ کی آخری صف میں بھی جگہ مل گئی تو اپنی خوش نصیبی پر تا ابد نازاں رہوں گی۔“

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے دو لفظوں میں جواب دیا۔

”جانِ آرزو سرمدی اعزاز کے استحقاق کے لئے تمہاری یہی قربانی کیا کم ہے کہ تم نے بھرپور بشاشت کے ساتھ عیش و نشاط کے ان دلفریب لمحوں کو دین اسلام کی ضرورت پر نثار کر دیا ہے۔

یقین رکھو! گلشنِ جاوید کی طرف میں تنہا نہیں جا رہا، تمہارے ارمانوں کا کارواں بھی میرے ہمراہ ہے، اچھا اب اجازت دو خدا عزوجل اپنے محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے تمہارے صبر و شکیب کی عمر دراز فرمائے۔“

یہ کہتے ہوئے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکل پڑے، جب تک نظر آتے رہے عقیدت بھری نگاہ اٹھتے ہوئے قدموں کو بوسہ دیتی رہی۔

رات کے پچھلے پہر جاں نثاروں کا لشکر دعاؤں کے ہجوم میں معرکہ کارزار کی طرف روانہ ہو گیا۔ جانِ رحمت سرورِ کونین ﷺ ناقہ مبارک پر سوار تھے، پیچھے پیچھے پروانوں کی قطار چل رہی تھی۔ جب بھی رحمت دو عالم ﷺ پیچھے پلٹ کر دیکھتے تو رخ زیبا کی تنویر سے مجاہدین کے سینوں میں فاتحانہ شوکتوں کا چراغ جل اٹھتا تھا۔

میدانِ جنگ میں پہنچ کر سرفروشانِ اسلام کی صفیں آراستہ ہو گئیں۔ کفار کے لشکر نے بھی اپنا مورچہ سنبھال لیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت طبلِ جنگ بجتے ہی گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے تھے، ان کے ہاتھ کی تلوار بجلی کا شرارہ معلوم ہو رہی تھی اور بے دریغ حملوں سے لشکرِ باطل میں ہر طرف شورِ قیامت برپا تھا اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی پیاسی روح چشمہ کوثر کی طرف نہایت تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ عالم جاوید سے اب چند ہی قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا اور زہر میں بجھا ہوا ایک

تیر ان کے جگر میں آ کر پیوست ہو گیا۔

آہ! لہو کے اڑتے ہوئے فوارے سے سارا جسم رنگین ہو کر رہ گیا اور جب تک رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی تھا کلمہ حق کی سربلندی کے لئے فولاد کی دیوار بن کر کھڑے رہے، اور جب رگوں کی آگ بجھ گئی تو گھائل ہو کر زمین پر تشریف لے آئے اور چند ہی لمحوں کے بعد روحِ مقدس عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

دوپہر ڈھلتے ڈھلتے کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ الحمد للہ عزوجل مسلمانوں کو کھلی فتح نصیب ہوئی، جنگ ختم ہو جانے کے بعد جب زخمیوں کو اکٹھا کیا گیا اور شہیدوں کی لاشیں جمع کی گئی تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ زندوں میں تھے نہ شہیدوں میں، لہٰذا ان کی تلاش شروع ہو گئی ان کی گمشدگی پر سارے لشکر کو حیرت تھی، جب وہ کہیں بھی نہ ملے تو سب سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔

تو حضور سراپا نور ﷺ نے چند لمحے توقف فرمانے کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو عالم بالا کے پردہ کو چیرتی ہوئی نگاہِ مصطفی ﷺ منزل مقصود تک جا پہنچی، دیکھا اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"حنظلہ کی لاش کو عالم بالا میں فرشتے اٹھا کر لے گئے ہیں وہاں انہیں غسل دیا جا رہا ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش سب کے سامنے موجود تھی، بال بھیگے ہوئے تھے، خون آلود جسم سے پانی کے قطرے تسلسل کے ساتھ موتیوں کی طرح لڑی بنائے بہہ رہے تھے۔

مدینہ پہنچ کر جب گھر والوں سے ان کے حالات معلوم کئے تو معلوم ہوا کہ رات کو گھر سے چلتے وقت ان پر غسلِ جنابت فرض ہو چکا تھا، اضطرابِ شوق نے فرض اتارنے کی بھی انہیں مہلت نہیں دی۔ اور غسلِ جنابت کا وہ فریضہ عالم بالا میں فرشتوں کے ذریعہ اتارا گیا اور اسی دن سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا لقب بارگاہِ مصطفی سے "غسیلِ ملائکہ" قرار پایا۔

واہ سبحان اللہ عزوجل! غلامانِ مصطفی ﷺ کی جب ایسی داستانیں آنکھوں کے سامنے سے گزرتی ہیں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور جوشِ ایمانی سے خون کی حرارت تیز ہو جاتی ہے اور سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے، اللہ عزوجل ان کی قربانیوں کے صدقے سے ہمیں بھی ایمان کی چاشنی و

حلاوت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔ (زلف و زنجیر ص 230 تا 234)

حضرت ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ کا غسل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے ولی کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر سنجیدہ اور کم گو تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھائی کہ ہنسنے میں ان کے دانت اس وقت تک نظر آنے پائیں گے جب تک ان کو آخرت میں اپنا ٹھکانہ معلوم نہ ہو جائے، (ساری زندگی کبھی کھلکھلا کر ہنسیں گے نہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اسی طرح سنجیدگی میں گزاری تھی) مرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ (تختہ غسل پر) مسکرا پڑے جب یہ معاملہ ان کے چھوٹے بھائی ربعی نے دیکھا، تو قسم کھالی وہ بھی جب تک اپنا ٹھکانا معلوم نہ کر لیں نہیں ہنسیں گے۔ حتیٰ کہ ان کو پتہ نہ چل جائے کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ (چنانچہ انہوں نے بھی اسی طرح اپنی زندگی گزاری)، تو راوی کہتے ہیں کہ ان کو غسل دینے والے نے مجھے بتایا کہ مرنے کے بعد جب تک لوگ ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ مسکراتے رہے۔ (شرح الصدور ص 114)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا غسل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے زبردست بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے سوانح نگاروں میں سے بعض نے سات سو اور بعض نے اس سے بھی زیادہ کرامات نقل کی ہیں۔

"زبدۃ المقامات" میں ہے کہ "آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو جنگل میں شیر نے گھیر لیا اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً یاد کیا۔ تو اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے نمودار ہوئے اور شیر کو مار کر بھگا دیا اور خود غائب ہو گئے۔ ہمراہیوں نے دریافت کیا کہ یہ کون تھے؟ تو مرید نے کہا، یہ میرے مرشد کامل تھے جن کا نام نامی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔"

ایک شخص نے وقتِ آخر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جا کر پیش کرنا، جب جنازہ لایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی تو مردہ کا دل جاری ہو گیا، اسی رات اس کے اقربا نے میت کی اُس کیفیت کو خواب میں ملاحظہ کیا۔

مذکورہ بالا کتاب میں ہے کہ شب برأت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر کر دیا گیا تھا کہ آپ اسی سال وفات پا جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے قبل کل حالات وفات حتیٰ کہ وقت وصال تک بیان فرما دیا تھا، اور یوں ہی ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال شریف سے قبل اپنے ایام باقیہ یعنی اب اتنے دن زندہ رہوں گا وغیرہ ظاہر فرما دیئے تھے۔ اور ایسا ہی ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تریسٹھ (63) سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر زمین و آسمان روئے۔ آپ کی حیات مبارکہ میں ایک بات تو عجیب ہی ہوئی وہ یہ تھی کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ہو گیا تو غسل شریف کے لئے تختے پر لٹایا گیا، اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اس طرح باندھ لئے جس طرح نماز کی حالت میں باندھے جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ غسل کے دوران کھولے گئے پھر ویسے ہی ہو گئے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے مبارک پر تبسم کھیل رہا تھا۔

(فیضان سنت ص 159)

حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا غسل

شہزادہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا 14 محرم الحرام 1402ھ رات تقریباً ایک بج کر چالیس منٹ پر بریلی شریف میں وصال ہوا، بعدِ وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ زیبا پر آثار تبسم تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو اشعار کے مصداق تھے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بود ند تو گریاں
آں چناں زی کہ وقت رفتن تو
ہمہ گریاں بوند تو خنداں

اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تو رو رہا تھا۔ لیکن وقتِ رخصت یعنی موت کے وقت تیری شان یہ ہونی چاہئے کہ تو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیل القدر محدثین، مفسرین اور مشائخ اور خاندان کے افراد کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا جا رہا تھا، تمام ملبوسات اتار لئے گئے اور ایک چادر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر ڈال دی گئی۔

اچانک ہوا چلی اور جسم اطہر پر پڑی ہوئی چادر ہوا کی وجہ سے ہلنے لگی، قریب تھا کہ بے پردگی ہو جاتی۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اٹھا جس کو تمام حاضرین نے سر کی آنکھوں سے دیکھا، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اڑنے اور کھسکنے والی چادر کو انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی کی گرفت میں لے لیا، اور پھر بتدریج ہاتھ مبارک نیچے آ گیا اور جسم مبارک پر چادر تن گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تا فراغتِ غسل چادر کو اپنے دست مبارک سے نہ چھوڑا جب کفن زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دستِ پاک سے چھوڑ دی۔

(فیضان سنت ص 197 بحوالہ، ماہنامہ استقامت کانپور، رجب المرجب 1403ھ مفتی اعظم ہند)

عبد الغفار قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ کا غسل

عبد الغفار قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے مشہور شہر لاہور کے باشندے تھے۔ آپ کا درمیانہ قد، خوبصورت چہرہ، بچپن سے ہی بڑے ہونہار تھے۔ آپ کی آواز بہت زیادہ سریلی تھی، ابتداً بری سوسائٹی کی وجہ سے آپ کو گلوکاری کا شوق ہوا۔ آپ نے با قاعدہ موسیقی کا فن سیکھا، پھر امریکہ کلب میں ملازمت کرنے کے لئے بھاگ دوڑ میں مصروف ہو گئے، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ قسمت اچھی کہ امریکہ میں نوکری نہ ملی ورنہ آج شاید ہزاروں دلوں میں اُن کی محبت و عقیدت کی شمع روشن نہ ہوتی۔ خوش قسمتی سے اُن پر ایک ولی کامل کی نگاہ پُر اثر پڑ گئی واہ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

غلامانِ مصطفی دنیا میں دیکھے ہیں امام اکثر
پل میں تقدیریں بدل دیتے محمد ﷺ کے غلام اکثر

اس ولی کامل و اکمل کی نگاہ نے صرف اس ایک نوجوان کی نہیں بلکہ ہزاروں، لاکھوں نوجوانوں کی قسمت کو چمکایا اُس شخصیت کو صرف ہمارا ملک ہی نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک جانتے پہچانتے اور الحمد للہ عزوجل مانتے ہیں۔

خیر خوش قسمتی سے انہیں دعوتِ اسلامی کا ماحول میسر آ گیا، اب فلمی گانوں کی جگہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی پیاری پیاری نعتوں نے لے لی، کبھی اسٹیج پر آ کر مزاحیہ لطیفے سنا کر لوگوں کو ہنساتے تھے، اب سرکارِ دو عالم ﷺ کے ہجر و فراق کے پرسوز قصیدے گنگنا کر عاشقوں کو رُلاتے اور دیوانوں کو تڑپانے لگے۔

دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کی برکتوں نے ایک ماڈرن نوجوان کو پیارے رسول ﷺ کا دیوانہ اور سرتاپا سنتوں کا نمونہ بنا دیا۔ چہرے پر داڑھی مبارک، سر پر زلفیں اور ہر وقت سنت کے مطابق سفید لباس اور سر پر گنبدِ خضرا کی محبت سے مالا مال سبز سبز عمامہ مبارک کا تاج رہنے لگا، نہ صرف خود سنتوں پر عمل کرتے بلکہ اپنے بیان کے ذریعہ دوسروں کو بھی سنتوں پر عمل کی ترغیب دلاتے رہے، وہ ایک اچھے مبلغ، نعت گو شاعر تھے۔ میرا حسن ظن ہے کہ وہ عاشقِ رسول ﷺ بااخلاق و باکردار مسلمان تھے۔ چند روز بسترِ علالت پر رہ کر ربیع الثانی کی چاند رات 1406ھ شب ہفتہ بمطابق 14 دسمبر 1985ء کو صرف 22 سال اس بے وفا دنیا میں گزار کر بھرپور جوانی کے عالم میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مجھے اس خوش نصیب مبلغ کی قسمت پر رشک آ رہا ہے کیونکہ مدنی ماحول کی برکتیں انہیں نصیب ہوئی وہ تو اپنی جگہ لیکن وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گئے۔ اس لئے کہ امیر اہلسنت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ مجھے لگتا ہے کہ وہ زندگی کی بازی جیت گئے انہیں سنتیں کام آ گئیں جن کی سنتیں عام کرنے کی دھن تھی اُس محسن و شفیق آقا ﷺ کا کرم ہو گیا۔"

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وہ منظر بڑا پُر کیف تھا جب امیر اہلسنت خود بنفس نفیس مرحوم عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ کی تکفین و تدفین میں اول تا آخر پیش پیش رہے، وہ کیا منظر ہوگا جب مبلغین دعوتِ اسلامی مل جل کر نہایت ہی احتیاط کے ساتھ مرحوم کو غسل دے رہے ہوں گے اور امیر اہلسنت چاند سا چہرہ چمکاتے ہوئے غسل کی سنتیں ارشاد فرما رہے ہوں گے۔

امیر اہلسنت فرماتے ہیں کہ "جب دورانِ غسل مرحوم کو بٹھایا گیا تو چہرے پر اس طرح مسکراہٹ پھیل گئی جس طرح وہ اپنی زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔"

امیر اہلسنت فرماتے ہیں کہ "میں اُس وقت مرحوم کی پشت پر تھا کچھ اسلامی بھائی چہرے کی طرف تھے اُن سب نے یہ منظر دیکھا"، کفن پہنانے کے بعد چہرہ کھلا چھوڑ دیا گیا اور آخری دیدار کے لئے لوگ آنے شروع ہوئے۔ امیر اہلسنت فرماتے ہیں "میں اور میرے ساتھی یعنی مریدین مل کر نعت شریف پڑھ رہے تھے کہ بعض دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مرحوم کے ہونٹ بھی آہستہ آہستہ جنبش کر رہے تھے" گویا کہ وہ عاشقِ مصطفیٰ ﷺ نعت شریف پڑھنے میں ساتھ دے رہے تھے۔ حسبِ وصیت عاشقِ مدینہ امیر اہلسنت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ مبارک کا جلوس بہت بڑا تھا۔ اور اُس وقت سماں بھی قابل دید تھا، ذکر و درود اور نعت و سلام سے فضا گونج رہی تھی، گویا کہ عاشقِ رسالت مآب ﷺ کا جنازہ دھوم دھام سے جا رہا تھا کسی نے کیا خوب منظر کشی کی ہے کہ

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

بالآخر اشکبار آنکھوں کے ساتھ مرحوم کو سپردِ خاک کیا گیا، بعد تدفین عزیز و اقارب رخصت ہو گئے۔ مگر اب بھی روحانی رشتہ دار یعنی دعوتِ اسلامی والے اسلامی بھائی کثیر تعداد میں کافی دیر تک قبر پر موجود رہے اور نعت خوانی ہوتی رہی، مرحوم کے سوئم کے سلسلے میں شہید مسجد کھارادر کراچی میں عشاء کی نماز کے بعد امیر اہلسنت اور دیگر اسلامی بھائی شریک ہوئے، سب نے مل کر قرآن خوانی اور محفل نعت کا انعقاد کیا، اجتماع کثیر تھا اس لئے مسجد کے باہر ہی محفل کا انتظام کیا گیا۔ مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی نعت شریف کے اس شعر کی دیر تک تکرار ہوتی رہی۔

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

حاضرین پر ایک ذوق کی کیفیت طاری تھی، ایک خوش نصیب اسلامی بھائی نے امیر

اہلسنت کی بارگاہ میں یہ واقعہ عرض کیا کہ "دوران محفل مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی، آنکھ تو کیا بند ہوئی دل کی آنکھیں کھل گئیں، کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار دو عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ اپنی چادر مبارکہ پھیلائے ہوئے محفل میں جلوہ افروز ہیں اور خوش نصیبوں کو بلا بلا کر اپنی چادر بارک میں چھپا رہے ہیں، اتنے میں مرحوم عبدالغفار قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت کے مطابق اپنے مخصوص سفید لباس اور سبز سبز عمامہ سر پر سجائے نمودار ہو گئے، سرکار دو عالم ﷺ نے مرحوم کو بھی اور دیگر حاضرین محفل کو بھی اپنی رحمت والی پیاری پیاری چادر مبارکہ میں چھپا لیا۔"

ڈھونڈا ہی کریں حشر میں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے ﷺ دامن میں چھپا ہو

دیکھا جو انہیں ﷺ محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے وہ جو تیرے ﷺ کے دامن میں چھپا ہو

(فیضان سنت صفحہ 166)

فقیر محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری

ماخذ و مراجع

جامع ترمذی شریف (مترجم)	فرید بک سٹال لاہور
سنن ابن ماجہ شریف (مترجم)	فرید بک سٹال لاہور
سنن نسائی شریف (مترجم)	فرید بک سٹال لاہور
سنن ابوداؤد شریف (مترجم)	فرید بک سٹال لاہور
مدارج النبوت (مترجم)	شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
شرح الصدور (مترجم)	شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
بہار شریعت	مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
زلف و زنجیر مع لالہ زار	مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
موت کا منظر مع احوالِ حشر و نشر	رضا دار الاشاعت 25 نشتر روڈ لاہور
موت کا مزہ	ادارہ پیغام القرآن، اردو بازار لاہور
جرنیل صحابہ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
فیضانِ سنت	مکتبۃ المدینہ کراچی